© rasailojaraid.com

جناب محمد فاروق شاہ محمد (دوحہ، قطر)

تقلیدِ ائمہ اربعہ رح
کتاب وسنّت کی روشنی میں

تقلید کی مختصر تعریف:

ملّا علی قاری حنفی رہ تقلید کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

"التقلید قبول قول الغیر بلا دلیل" (شرح قصیدہ امالی)

"کسی غیر (نبی) کے قول کو بغیر دلیل کے قبول کر لینا تقلید ہے۔"

اہلِ تقلید کے نزدیک ہر مسلمان پر ائمہ اربعہؒ، یعنی چار اماموں (ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ) میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ گویا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر مسئلہ میں چار ائمہ میں سے کسی ایک معیّن امام کی طرف رجوع کرے، جس کے مذہب کا اس نے التزام کیا ہو۔ ہر مسئلہ میں اپنے اس خاص امام کے قول پر عمل کرے اور اس پر عمل کرنے کے لیے اس کی دلیل نہ پوچھے کہ آیا کتاب وسنت میں اس کی کوئی دلیل ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اس کے امام کا قول ہی اس کے لیے دلیل ہے۔

قارئینِ کرام، آج جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ائمہ اربعہؒ کی مقلد اور ان کی تقلید واجب سمجھتی ہے، تو آیئے ہم دیکھیں کہ اس تقلید کا آغاز اور اس کی ابتداء کب ہوئی؟

جب ہم تاریخ کے اوراق الٹتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری سے قبل کی تین صدیوں میں، جن کے خیر القرون ہونے کی خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے، اور جو صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا عہدِ مبارک ہے، اس میں تقلید کا وجود اور نام ونشان تک نہ تھا۔ لوگ کسی ایک امام کی تقلید یا کسی ایک مذہب کی تعیین کے بغیر صرف قرآن وحدیث کے عامل تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کر رہے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تقلیدِ شخصی کی تاریخ بیان کرتے ہوئے "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اعلم ان الناس کانوا قبل المأة الرابعة غیر مجتمعین علی التقلید الخاص لمذھب واحد"
یعنی چوتھی صدی ہجری سے قبل لوگ کسی ایک خاص مذہب کے پابند نہ تھے۔
معلوم ہوا کہ تقلیدِ مذہب معین کا رواج خیر القرون میں نہ تھا، بلکہ چوتھی صدی ہجری میں اسے رواج ملا۔

اس مختصر سی تاریخی شہادت کے بعد آئیے اب دیکھیں کہ وہ تقلیدِ مذاہب، جسے بعد میں واجب قرار دے لیا گیا، کیا کتاب وسنت سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف اور صرف دو ہی چیزوں میں منحصر ہے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت۔ اور انہی دو چیزوں کی اتباع کا حکم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا"
(النسآء : ۵۹)

"مومنو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہیں، ان کی بھی۔ اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر تمہارا ایمان ہے، تو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔"

آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مستقل اطاعت کا ذکر ہے۔ جب کہ اولی الامر کی یہ حیثیت نہیں، بلکہ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ممکنہ تنازعہ کو حل کرنے کے لیے اللہ اور رسولؐ (یعنی کتاب وسنت) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے ــــــ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حقیقی اطاعت کتاب وسنت ہی کی اطاعت ہے اور اسی کے ہم لازمی طور پر پابند!

۲۔ "وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" (آلِ عمران : ۱۳۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔"

۳۔ "قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔"

(آلِ عمران: ۳۲)

"آپؐ فرمادیجیے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔"

۴۔ "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔" (الاحزاب: ۷۱)

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے گا، تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔"

مذکورہ قرآنی احکام کی روشنی میں یہ بات برملا کہی جا سکتی ہے کہ اسلام صرف اور صرف کتاب و سنت کی اطاعت و اتباع کا نام ہے، اس میں کسی تیسری چیز کی گنجائش نہیں رکھی گئی کہ جس کی اتباع واجب ہو۔ ہاں بلکہ فرمایا:

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ الآیۃ!"

(النسآء: ۶۵)

"آپؐ کے رب کی قسم (یہ لوگ) مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے تنازعات میں آپؐ کو منصف نہ مان لیں!"

اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ـــ الآیۃ!" (النسآء: ۸۰)

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی!"

چنانچہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا بالفاظِ دیگر کتاب و سنّت) کی اطاعت شرطِ ایمان ہے۔ اور کتاب و سنت کے علاوہ دیگر کسی بھی چیز کو یہ حیثیت حاصل نہیں!

قارئینِ کرام! ـــ حقیقت یہ ہے کہ تقلیدِ مذاہب واجب ہونا تو کجا، جائز تک نہیں ـــ بلکہ یہ صریح گمراہی اور بدعت ہے۔ کیوں کہ جو کام عہدِ رسالت اور خیر القرون میں نہ ہوا ہو،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد کے زمانوں میں اسے ایجاد کیا گیا ہو، اور اسے نیکی سمجھ کر اختیار کیا جائے تو وہ بدعت ہے:

"كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة!"

"ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی!"

تقلیدِ مذاہب کا وجود بھی دورِ نبویؐ اور زمانہ خیر القرون میں نہ تھا، بلکہ چوتھی صدی ہجری میں اسے رواج ملا، جس کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ "تقلیدِ مذاہبِ اربعہ بدعت ہے!"

علاوہ ازیں یہ تقلیدِ شخصی ہی ہے، جس نے ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور وہ مختلف گروہوں میں بٹ کر رہ گئی۔ چنانچہ کوئی حنفی بنا تو کوئی شافعی، اور کوئی مالکی بنا تو کوئی حنبلی۔ پھر ایک دوسرے کو گمراہ قرار دینے کی وبا پھوٹی، یہاں تک کہ فتوے صادر ہوئے:

"ایک حنفی مسلمان کی نماز شافعی امام کے پیچھے جائز نہیں!" —— یا اس کے برعکس! گویا کہ ابلیسِ لعین مسلمانوں کو لڑانے اور انھیں فرقوں میں بانٹ کر منتشر کرنے میں کامیاب ہو گیا —— انا للہ!

تقلیدِ مذاہب کے سبب اسلام کو جو نقصان پہنچا، اس کی ایک مثال یہاں پیش کی جاتی ہے۔ جسے الشیخ محمد سلطان المعصومی الخجندی المکی نے اپنی کتاب "هل المسلم ملتزم باتباع مذاهب معين" میں ذکر کیا ہے، اور جو امتِ مسلمہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے —— آپ لکھتے ہیں:

"جاپانیوں کی ایک جماعت مسلمان ہونا چاہتی تھی۔ انھوں نے ایک اسلامی جمعیّت کے سامنے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا ہی تھا کہ مولوی صاحبان اس مالِ غنیمت کی تقسیم پر باہم جھگڑ پڑے۔ حنفیوں نے مطالبہ کیا کہ یہ مسلمان ہو کر حنفی مذہب اختیار کریں، جب کہ شافعیوں نے اصرار کیا کہ انھیں شافعی مذہب قبول کرنا چاہیے۔ چنانچہ دو ملّاؤں کی لڑائی میں یہ مرغی حرام ہو گئی اور ان جاپانیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔"

یہ ہیں تقلید کی وہ برکات، جس کے پیشِ نظر علمائے حق ہمیشہ تقلیدِ شخصی سے لوگوں کو منع کرتے رہے۔ کیونکہ تقلیدِ مذاہب امتِ مسلمہ میں فرقہ پرستی اور مذہبی تعصب کا سب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے بڑا سبب بنی، حتیٰ کہ یہ اسلام قبول کرنے والوں کی راہ میں روکاوٹ بن گئی ـــ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تقلیدِ مذاہب کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔

اسلام کی حقیقی تعلیمات تو یہ تھیں کہ مسلمان ہمیشہ متفق و متحد رہیں اور دینِ حقہ کی صاف ستھری اور سادہ تعلیمات کو دیکھ کر خلقِ خدا بلا تردد اسلام میں داخل ہوتی رہے۔ لیکن بعض لوگوں نے تقلید کو واجب ٹھہرا کر اسلام کی روشن تعلیمات کو گہنانے کی کوشش کی اور دینِ حنیف کو زبردست نقصان پہنچایا۔

اس تقریر کے بعد بھی اگر تقلیدِ مذاہب کے وجوب پہ اصرار کیا جائے، تو درج ذیل سوالات بڑے اہم ہیں:

۱۔ ائمہ اربعہؒ کی تقلید کا وجوب بلکہ جواز تک کیا کسی قرآنی نص یا حدیثِ صحیحہ سے پیش کیا جا سکتا ہے؟ ـــ اگر نہیں تو پھر کیا تمام مسائل و معاملات میں کسی معین امام کی تقلید قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا آیت کی مخالفت نہیں، جس میں مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ- الآية" (النساء: ۵۹)

ـــ جب کہ یہاں اس کی بجائے اپنے امام کے قول کی طرف رجوع کیا جاتا ہے؟

۲۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ جس امام کی تقلید واجب قرار دی جا رہی ہے، اس کی ہر بات صحیح ہے اور اس سے خطاء کا صدور ممکن نہیں؟ جب کہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ کائنات میں پیغمبر کی ذات ہی معصوم عن الخطاء ہوتی ہے، کسی امتی کی نہیں!

۳۔ ائمہ اربعہؒ تو خود متبع کتاب و سنت تھے، انہی کی اتباع کا انھوں نے حکم دیا، جب کہ تقلیدِ شخصی سے منع فرمایا ـــ تو پھر کیا انھی کی تقلید کو واجب ٹھہرا لینا خود ان کی بھی مخالفت نہیں؟ ـــ اگر تقلید ہی واجب ٹھہری، تو ان کی یہ بات کیوں قابلِ قبول نہیں؟

۴۔ جن ائمہ مجتہدین کے اقوال کی طرف رجوع کر کے انھیں شریعت کا درجہ دے دیا گیا ہے، بلکہ شریعت سے بھی بڑھ کر ان کی پابندی کی جاتی ہے (جبھی تو ان کے مقابلے میں سننِ متواترہ تک کو خیرباد کہہ دیا جاتا اور اس کی مختلف تاویلیں کی جاتی ہیں) تو سوال یہ ہے کہ ائمہ اربعہؒ سے قبل کے مسلمانوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ـــ کیا وہ سب ہدایت پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے یا خدانخواستہ ضلالت پر؟ ـــــ اگر ہدایت پر تھے تو وہ کس چیز پر عمل پیرا تھے؟ اپنے میں سے کسی ایک کے فتویٰ پر، یا وہ سب مل کر کتاب وسنّت کی نصوص کے پابند تھے؟ ـــــ اگر جواب یہ ہو کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت شعار تھے۔ اور اس کے باوجود وہ بلاشبہ سبھی ہدایت پر تھے، تو پھر ان کے اس تحقیقی اور اتباعی مسلک کے بعد یہ تقلیدی اور شخصی مذاہب آخر کیا ہیں؟

ـــــ حق یا ضلال؟ ـــــ جواب ایک ہی ہے کہ:

"فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ" (یونس: ۳۲)

ـــــ حق کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ باقی نہیں رہتا!

تقلیدِ شخصی کی ممانعت میں ائمہ اربعہؒ کے اقوال

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، جن ائمہ اربعہؒ کی تقلید کو واجب کہا جاتا ہے، انھوں نے خود اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے ـــــ ان حضرات کے اقوال ملاحظہ ہوں:

امام ابو حنیفہؒ:

"لا یحل لاحد ان یأخذ قولنا مالم یعلم من این اخذناہ"
(الانتقاء فی فضائل الائمۃ الفقہاء لابن عبدالبر)

"کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے، یہاں تک کہ اس کا ماخذ معلوم نہ کر لے"

آپؒ کے اس فرمان سے ثابت ہو گیا کہ آپؒ تقلید کے مقابلہ میں تحقیق کو پسند فرماتے تھے، اور اسی کا حکم انھوں نے صادر فرمایا۔

امام مالکؒ:

"لیس احد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الّا ویؤخذ من قولہ ویترک الّا النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (ارشاد السالک لابن عبدالهادی)

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر کسی کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھوڑی بھی جا سکتی ہے —— ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات صرف قبول ہی کی جائے گی، چھوڑی نہیں جائے گی)"!

امام شافعیؒ :

"اذا رأیتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا کلامی الحائط۔" (الیواقیت والجواھر)

"جب میرا کلام حدیثِ نبوی کے مخالف پاؤ تو حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر پٹخ دو!"

امام احمد بن حنبلؒ :

"لا تقلدونی ولا تقلد مالکاً ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ من حیث اخذوا۔" (اعلام الموقعین)

"تم میری تقلید نہ کرو، نہ ہی مالکؒ کی تقلید کرو، نہ شافعیؒ کی، نہ اوزاعیؒ کی اور نہ ثوریؒ کی، بلکہ جہاں سے انھوں نے مسائل کو اخذ کیا ہے، تم بھی وہیں سے اخذ کرو!"

یہ ہیں تمسک بالکتاب والسنۃ کی تاکید اور اندھی تقلید کی ممانعت میں ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال وارشادات، جن کے نام پر آج اسلامی دنیا چار بڑے فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ کاش کہ مقلدین اپنے ائمہ ہی کے اقوال کا پاس کر کے کتاب وسنت پر عمل پیرا ہوں۔

بعض دیگر علماء محققین کے اقوال

ائمہ اربعہؒ کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد بعض دیگر محققین علماء کے اقوال ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں، جو انھوں نے تقلیدِ مذاہب کی ممانعت میں ارشاد فرمائے!

۱۔ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں :

"کسی ایک مخصوص مذہب کی پابندی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ وہی عمل واجب ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے واجب کیا ہے۔ اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے یہ واجب نہیں کیا کہ امت میں سے کسی ایک کے مذہب کی پابندی کی جائے اور دین میں صرف اسی کی سب باتوں پر عمل کرتے ہوئے، دوسروں کی بتائی ہوئی باتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ خیر القرون میں اس کا ہرگز ثبوت نہیں ملتا کہ کسی ایک معین مذہب کی پابندی کی جاتی رہی ہو" (التقریر والتحریر لابن الھمام)

۲۔ شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص صرف ایک امام مثلاً ابو حنیفہؒ کا مقلد ہے، اور صرف انہی کے قول کو حق اور قابلِ عمل سمجھتا ہے، اور دوسرے ائمہ کا مخالف اور منکر ہے، تو ایسا متعصب شخص جاہل بلکہ کافر ہے" (فتاویٰ مصریہ)

امام ابنِ تیمیہؒ نے یہ بھی فرمایا:

"جس نے ایک معین امام کی تقلید واجب کر لی۔ اُسے توبہ کرنی چاہیے، ورنہ قابلِ گردن زدنی ہے۔ کیوں کہ کسی غیر نبی کی تقلید کو واجب کرنا شریعت سازی میں اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے —— شریعت بنانا صرف اللہ کا حق ہے" (ھل المسلم ملتزم باتباع مذاھب معین للشیخ محمد سلطان المعصومی المکی)

۳۔ "نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "فتح البیان فی مقاصد القرآن" میں آیت: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کی تفسیر میں لکھا ہے:

"یہ آیت ہر اس مسلمان کو، جسے اللہ تعالیٰ نے دل اور کان دیئے ہیں، دینِ الٰہی میں تقلید سے روکتی ہے۔ اور اس بات سے منع کرتی ہے کہ لوگ کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنے علماء کے اقوال و آراء کو ترجیح دیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث کے قطعی نصوص و دلائل کو چھوڑ کر علماء کی تقلید کرنا ایسا ہی ہے، جیسا یہود و نصاریٰ نے اللہ کے مقابلے میں اپنے علماء و درویشوں کو رب بنا لیا تھا۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء کی عبادت نہیں کی تھی، بلکہ حلال و حرام میں ان کی بے دلیل اطاعت کی تھی، جیسا کہ ہو بہو آج مقلدین کتاب و سنت کے مقابلے میں اپنے علماء و ائمہ کے ساتھ تقلید و اتباع کا معاملہ کر رہے ہیں"

۴۔ علامہ ابن القیم الجوزیؒ اپنی معروف کتاب "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"کیا ایک عام مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ چاروں معروف مذاہب میں سے کسی ایک کی پابندی کرے یا نہیں؟ —— اس کا یقینی اور قطعی صحیح جواب یہ ہے کہ پابندی ضروری نہیں، کیوں کہ فرض اور واجب وہی ہے، جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے کسی مسلمان پر یہ واجب نہیں کیا ہے کہ امت میں سے کسی مذہب کی پابندی کرے اور اس کے مذہب کی تقلید کرے۔"

۵۔ امام شوکانیؒ نے تقلید کے رد میں ایک بڑا ہی مفید رسالہ تحریر فرمایا ہے، جس میں "سبب انتشار التقلید" کا عنوان قائم کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"کل عاقل یعلم انّه لو صرح عالم من علماء الاسلام المجتهدین بان التّقلید بدعة محدثة لقام علیه اکثر اهلها وانزلوا به الاهانة والاضرار بماله وبدنه وعرضه ولهذا اطبقت هٰذه البدعة جمیع البلاد الاسلامیة" (القول المفید فی ادلّة الاجتهاد والتقلید)

"ہر عاقل شخص یہ بات سمجھتا ہے کہ اگر علماء مجتہدین میں سے کوئی عالم اس چیز کی صراحت کرتا کہ تقلید بدعت ہے، تو اُس کے ارد گرد کے تمام لوگ اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور اُس کو مالی اور بدنی نقصان پہنچانے پر اتر آتے، یہاں تک کہ اس کی عزت پر حملہ آور ہوتے۔ اور اسی سبب سے یہ بدعت تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی"۔ اس عبارت میں امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ نے تقلید کو بدعت قرار دیا ہے۔

۶۔ علامہ شیخ محمد سلطان المعصومیؒ المکی فرماتے ہیں:

"چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی نہ تو واجب ہے نہ مستحب۔ اور کسی مسلمان کے لیے ضروری نہیں کہ چاروں مذاہب میں سے کسی ایک کا پابند ہو جائے۔ بلکہ جو شخص ان مذاہب میں سے کسی ایک کا اس کے تمام مسائل میں پابند و متبع ہو جائے، وہ متعصب، خطا کار اور اندھا مقلد ہے۔ ائمہ سلف میں سے ہر ایک نے دین میں بدعت پیدا کرنے اور غیر معصوم امتی کی تقلید سے سختی کے ساتھ منع کیا، اس لیے کہ معصوم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذاتِ اقدس ہے۔ آپؐ کے علاوہ باقی سب لوگ غیر معصوم ہیں"

(هل المسلم ملتزم باتباع مذاهب معين من المذاهب الاربعة)

۷۔ عصرِ حاضر کے علماء میں سے الشیخ احمد بن حجر ال بوطامی سابق قاضی محکمہ شرعیہ قطر، اپنی کتاب "سبيل الجنة بالتمسك بالقرآن والسنة" میں فرماتے ہیں:

"لا يجب ان يلتزم بمذهب معين، بل على المسلم ان يتبع الدليل الصحيح من الكتاب او من السنة"

"ایک مذہب کا التزام واجب نہیں، بلکہ ایک مسلمان کو کتاب وسنت کے صحیح دلائل کی پیروی کرنا چاہیے"

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"لا يجب التزام مذهب معين لان الله تعالى لم يوجب علينا اتباع رجل معين الا رسول الله صلى الله عليه وسلم"

"ایک مذہب کا التزام واجب نہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کسی معین شخص کی پیروی واجب نہیں کی، سوائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے"

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض حضرات تقلید کے جواز میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

"اختلاف امتي رحمة" کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کا اختلاف رحمت ہے" اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی اس حدیث کے ذریعے اہل حدیث کے خلاف شکوک پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ حدیث صحیح نہیں، بلکہ باطل اور بے اصل ہے۔ تلاش کے باوجود اب تک کسی عالم کو اس کی کوئی سند نہیں مل سکی۔ علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں:

"مجھے اس حدیث کی کوئی سند نہیں ملی نہ صحیح، نہ ضعیف، نہ موضوع"

(فيض القدير للمناوى)

محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کا دوسرا جواب تحریر کیا ہے، فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"یہ حدیث" اختلاف امتی رحمۃ " ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کے مخالف بھی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۔ الآیۃ!" (ھود: ۱۱۸ - ۱۱۹)

"اور لوگ اختلاف کرتے رہیں گے، مگر وہ لوگ جن پر تیرے رب نے رحم کیا"

تو جب از روئے قرآن وہ لوگ، جن پر اللہ نے رحم کیا ہے، اختلاف نہیں کرتے بلکہ اختلاف اہلِ باطل کرتے ہیں۔ تو پھر یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ اختلاف رحمت ہے؟ پس ثابت ہوا کہ حدیث " اختلاف امتی رحمۃ" صحیح نہیں ہے ــــ نہ سنداً نہ متناً"

(مقدمہ صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للالبانی)

دعا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت کی اتباع کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

شعر و ادب

ماتمِ حسینؓ کا نیا فلسفہ

جناب انوار ریز دانی

جاں دادۂ الفت کا کبھی غم نہیں کرتے
بدعت قبول ہم کبھی ہمدم نہیں کرتے

خونِ شہدا باعثِ صد رشکِ جہاں ہے
اس واسطے آنکھوں کو کبھی نم نہیں کرتے

اے کاش یہ اربابِ نظر خوب سمجھ لیں
سینہ زنی سے حرمتِ آدم نہیں کرتے

ہے سوگ شہیدوں کا بہت باعثِ آزار
ظالم کے لیے فخر فراہم نہیں کرتے

اندازِ جنوں اپنے نرالے ہیں جہاں سے
حق کے لیے جاں دینے کا ماتم نہیں کرتے

گو دل بضد ہے سینے کو ماتم ہیں کرے چاک
دل کا قبول مشورہ تاہم نہیں کرتے

ماتم سے تو تعظیم ہے اربابِ ستم کی
ظالم کے لیے عشق کا سر خم نہیں کرتے

جاں جانے کا انوار کسے غم نہیں ہوتا
ماتم شہیدِ حق کا مگر ہم نہیں کرتے

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے! (جوش ملیح آبادی)

© rasailojaraid.com